

نشاط کا نفسیاتی مفہوم - کلامِ غالب کی روشنی میں

ڈاکٹر عقیلہ بشیر*

آصفہ نسیم*

Abstract:

Life is an amalgam of grief and happiness. Poetry is a story of life, that is why it is not only a narration of grief but the echo of joyous song can also be heard. In the world of research and criticism Urdu poetry in general and classical Urdu poetry in specific is analysed by joining it with tragedy. It is true that tragic concepts are found in Urdu poetry. However, we cannot deny the fact that the assets of Nishatia concepts are also found in classical poetry.

Khawaja Haider Ali Aatish is called the representative of "Nishatia Aahang" in classical Urdu poetry alongwith Kalam-e-Aatish in Urdu poetry based on Nishatia manner of feeling can also be found with Mirza Ghalib poetry. The word "Nishat" is presented by Ghalib in his verses in a unique and impressive way. what we need to understand the poetic psyche of Ghalib. Through this paper the psychological meaning of "Nishatia Aahang" and "Nishatia Keifiat" can be well understood just by getting the psychological understanding of the word Nishat itself through the poetry of Ghalib.

نشاطیہ طرز احساس نفسیاتی نقطہ نظر کے مطابق، ماہیت کے اعتبار سے ایک ہیجانی حالت کا نام ہے۔ ہیجانی حالت کا تعلق موڈ سے ہے۔ نفسیات کی رو سے ہیجانوں کو احساسات کے حوالے سے خوش گوار تاثر (محبت، انبساط، مستی، حیرت) اور ناخوش گوار تاثر (غصہ، اداسی، غم اور خوف) میں منقسم کیا جاتا ہے۔ ہر دو تاثرات کے پس

* شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

** شعبہ اُردو، گورنمنٹ فاطمہ جناح ڈگری کالج، ملتان۔

منظر میں محرکاتی پہلو کا فرما ہوتے ہیں۔ یوں نفسیاتی نقطہ نظر کے مطابق خوش گوار تاثرات کو جنم دینے والی کیفیت سے مراد ”نشاط“ ہے۔ تاہم نشاط کو صرف خوش گوار تاثرات سے ہی منسلک کر دینے سے اس لفظ کے مفہوم کا تعین نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس لفظ کے مفہوم کو المیہ کے ساتھ جوڑ کر دیکھنا بھی از حد ضروری ہے کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ:-

”المیہ لکھنے سے مصنف کا سارا ذہنی خلفشار دور ہو جاتا ہے اگرچہ المیہ کے مخصوص

جذبات انفرادی طور پر ناخوش گوار ہوتے ہیں لیکن ایک ساتھ مل کر جب ان کا اظہار

ہوتا ہے تو ان کی تلخی اور ناخوش گواری بہت کم ہو جاتی ہے۔ اس کے احساسات خوشی و غم

کا ایک عجیب مرکب ہوتے ہیں۔“ (۱)

گویا برا نیچت جذبات کے مسلسل اظہار سے جو خوش گوار سکون حاصل ہوتا ہے اسے بھی ”نشاط“ کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ کلاسیکی اردو شاعری میں نفسیاتی اعتبار سے نشاط کے مذکورہ مفہوم کی عمدہ مثال مرزا غالب کا وہ شعر ہے جس میں فرماتے ہیں۔

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج

مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

رنج سے خوگر ہونے کی اس کیفیت نے مرزا غالب کو خوش گوار سکون عطا کیا ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں:-

مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجئے؟	یا بیاں کیجئے سپاس لذت آزار دوست؟
نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھ	شگفتگی ہے شہید گل خزانہ شمع
پاتے نہیں جب راہ تو پڑھ جاتے ہیں نالے	رکتی ہے مری طبع، تو ہوتی ہے رواں اور
ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا؟	نہ ہوتا گر جدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا
نہیں ذریعہء راحت جراثیم پریاں	وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دلکشا کیسے
مشق ہو گیا ہے سیزہ، خوشا لذت فراغ	تکلیف پردہ داری زخم جگر گئی
تب چاک گریباں کا مزہ ہے دل نالاں	جب اک نفس الجھا ہوا ہر تار میں آوے

غالب کے ان اشعار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:-

”پر جوش ہیجان کی جذباتی اصلاح سے شاعر کو بہت ہی سکون اور آرام ملتا ہے۔

انسانی فطرت کا یہ ایک مسلمہ قانون ہے کہ کسی بھی رجحان یا قوت کا اپنے مقصد کے

حصول کے لیے بروئے کار آنا ہمیں خوش گوار معلوم ہوتا ہے؛ اسی طرح فن لطیف اور

بیداری کے خوابوں میں خیالی طور پر جب یہ رجحانات یا قوتیں حصول مقصد کے لیے

نشاط کا نفسیاتی مفہوم۔ کلام غالب کی روشنی میں

کوشاں ہوتی ہیں تو اس سے بھی ہمیں ایک خوشگوار تسکین حاصل ہوتی ہے۔‘ (۲)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غالب کے ہاں اس خوشگوار تسکین میں بطور محرک کون سا عمل کار فرما ہے۔ اس ضمن میں ارسطو اور مشہور ماہر نفسیات ہارٹ لے کے نظریات کا جائزہ لینا ہوگا۔ ارسطو اس قسم کی خوشگوار تسکین یا احساس مسرت کو (Biological Base) سے منسلک کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہر اس شے سے تسکین ملتی ہے جو (Biological content) رکھتی ہو۔

’’ارسطو کے مطابق نفس زندگی کا بنیادی سبب ہے، کیوں کہ اسی کے ذریعے جسم کی

زندگی ہے اور اسی سے جسم کام کرتا ہے جسم کا مقصد زندہ رہنا ہے۔‘ (۳)

یوں ارسطو انسان کے عمل کو بھی مقصد ہی سے منسلک کر دیتا ہے گویا اس کے نزدیک فرد اپنے موجودہ محرکات سے وابستہ مقصد ہی کے لیے عمل کرتا ہے اور اس مقصد کا پورا ہو جانا اس کے لیے احساس مسرت کا باعث بنتا ہے۔ یہی احساس مسرت حصول مسرت کے عمل کو تیز تر کرتا ہے۔ ارسطو کے نقطہ نظر کے مطابق انسان زندگی میں دو طرح سے سرگرم عمل رہتا ہے۔

۱۔ تسکین حاصل کرنے کے لیے ۲۔ زندگی میں موجودہ تکالیف دور کرنے کے لیے

اسی عمل کا نتیجہ غالب کے ہاں بھی خوشی کا باعث بن کر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اسی خوشی یا احساس مسرت کا دوسرا نام ’’نشاط‘‘ ہے۔ جس کا اظہار غالب کے ان اشعار میں دکھائی دے رہا ہے:-

طبع ہے مشتاق لذت ہائے حسرت کیا کروں
آرزو سے ہے شکست آرزو طلب مجھے
رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخم سوزن کی
سمجھو مت کہ پاس درد سے دیوانہ غافل ہے
دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے
جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شام فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں
دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی
حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہیں
مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
اک گو نہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

ایک اور ماہر نفسیات ہارٹ لے کے احساس مسرت کے حوالے سے نظریے کی وساطت سے بھی کلام غالب کے تناظر میں نشاط کے نفسیاتی مفہوم تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہارٹ لے کے اس نظریے کا پاؤلف (Pavlov) کے نظریہ (Conditioned Reflex) مشروط انعکاس کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ پہلے درجے میں (Reflexes) غیر اختیاری ہوتے ہیں تاہم بعد میں اختیاری صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ مثلاً بھوک کا لگنا ایک غیر اختیاری عمل ہے لیکن بھوک کے اس عمل کو جب ہم گھڑی (clock) سے

(Associate) کرتے ہیں تو کھانے کے وقت پرکھانا ملنے سے احساس مسرت سے دوچار ہو جاتے ہیں اسی طرح کسی جگہ سے، کسی منظر سے کسی چہرے سے یا کسی بھی عنصر یا شے سے خوش گوار یادیں وابستہ ہوں تو اسے دیکھ کر خوشی کا احساس جاگ اٹھتا ہے۔ غالب کے کلام کی روشنی میں نشاط کا یہ مفہوم تلاش کیا جائے تو کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً غالب کو شراب سے جو لگاؤ ہے۔ اسے دیکھ کر وہ نشاط کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں۔ آل احمد سرور مضمون غالب کی عظمت میں رقمطراز ہیں کہ:-

”عورت اور شراب ان کے نشاط زندگی کو بڑھاتے ہیں، یہ ان کی زندگی نہیں ہیں۔

شراب نشاط زندگی کو بڑھانے کے لیے ہے خود مایہ نشاط نہیں ہے۔“ (۴)

مے اور لوازمات مے نوشی سے غالب کو خوشی ملتی ہے۔ ردیف موج شراب پر مبنی غالب کی غزل اس امر کی نشان دہی کرتی ہے کہ شراب غالب کے نزدیک ایسا عنصر ہے جسے دیکھ کر انہیں طمانیت و سرور ملتا ہے۔ اس طویل غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

پوچھ مت وجہ سیہ مستی اربابِ چمن سایہ تاک میں ہوتی ہے ہوا موج شراب
ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر موج ہستی کو کرے فیض ہوا موج شراب
موجہ گل سے چراغاں ہے گزر گاہ خیال ہے تصور میں زبس جلوہ نما موج شراب
غالب کے ہاں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ جہاں وہ کسی خوش گوار چہرے کو دیکھ کر یا خوب صورت شے یا منظر کا تصور کر کے کسی خوب صورت چہرے کو یاد کر کے سرور و نشاط کی کیفیت سے دوچار ہو جاتے ہیں۔

تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل
وہی اک بات ہے جو یوں نفس و اہ نکاہت گل ہے چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگین نوائی کا
عارض گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے
ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے
وہ گل جس گلستان میں جلوہ فرمائی کرے غالب چٹکنا غنچہ گل کا صدائے خندہ دل ہے
پھر جگر کھودنے لگا ناخن آمد فصل لالہ کاری ہے

ان اشعار سے نشاط کا جو نفسیاتی مفہوم وضع ہوتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ نشاط ایک بامعنی اور بامقصد احساس کا نام ہے جو پہلے پہل غیر اختیاری عمل کی صورت میں ہوتا ہے اس غیر اختیاری عمل کو جب کسی مقصد سے جوڑ دیا جاتا ہے تو یہ اختیاری صورت میں مبدل ہو جاتا ہے۔

نشاط کا نفسیاتی مفہوم - کلام غالب کی روشنی میں

کیفیت نشاط میں مقصدیت کی آمیزش اور مقصد سے اس کی وابستگی اسے ایک مثبت اور خوشگوار جذبے کی صورت عطا کرتی ہے۔ بقول ڈاکٹر عاصم صحرائی:-

Pleasant emotions act as reinforcement for prior behaviour and therefore are apt to lead individual to seek out similar situation in the future. (۵)

غالب کی شاعری میں بھی لفظ نشاط چوں کہ خوش گوار جذبہ یا خوش گوار ہیجانی کیفیت ہے لہذا کلام غالب میں یہ Reinforcement کے طور پر کام کرنے والا جذبہ بن کر ابھرتا ہے۔ نشاط کی تعریف اس نفسیاتی پہلو سے یہ ہو سکتی ہے کہ یہ ایک رجائی کیفیت (optimistic feeling) کا نام ہے۔ غالب کا یہ کہنا کہ

اگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

اسی امر کی دلیل ہے۔

غالب کے ہاں رجائیت ہی کی بدولت نشاط ایک خوشگوار تاثر بن جاتا ہے۔ دنیائے نفسیات میں مستعمل درج ذیل اصطلاحات جو نشاط کی کیفیت کے مترادفات کے طور پر لائے جاسکتے ہیں نشاط کو ایک خوشگوار تاثر کی ذیل میں شامل کرتے ہیں۔ مثلاً

1. Excitement جوش
2. Pleasure خوشی، راحت، لذت
3. Elation فرحان، شادمان
4. Happiness خوش نصیبی، چین، خوش
5. Joy خوش ہونا (۶)

ان اصطلاحات سے فوری طور پر ذہن میں عیش و عشرت کا تصور آتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہمارے ہاں عام طور پر عیش و عشرت کے ساتھ ساتھ عیش و نشاط کے الفاظ بھی بولے جاتے ہیں۔ تاہم نفسیات کی رو سے کیفیت نشاط باطنی سطح پر پائی جانے والی اک تسکین ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عاصم صحرائی نے اپنی کتاب Exploring Psychology vol-I میں خوشگوار تاثرات اور مسرت کو ایک اندرونی سطح کی تسکین (inner state of satisfaction) قرار دیا ہے اور اس احساس مسرت کا انحصار مال و دولت پر نہیں نشاطیہ طرز احساس کے اس نفسیاتی نکتہ سے متفق ہوا جاسکتا ہے۔ اس لیے دنیائے تصوف میں صوفیاء کے ہاں جو اندرونی سطح کی

تسکین ہے وہ درحقیقت نشاط ہی کی ذیل میں آتی ہے۔

نشاط مال دولت سے حاصل کردہ مسرت سے بالاتر جذبہ ہے اسی لیے تو مرزا غالب قرض کی مے پی کر بھی عالم نشاط سے سرشار رہے اور فاقہ کے ساتھ مستی کا لفظ لائے ہیں:-

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن کلام غالب میں نفسیاتی نقطہ نظر سے نشاط کے مفہوم کی مزید توضیح کے لیے دیگر ماہرین نفسیات کے نظریات کے آئینہ میں بھی اس لفظ کے مفاہیم کو دیکھنا از حد ضروری ہے۔

اس ضمن میں برطانوی ماہر نفسیات میکڈوگل کے نظریہ جبلت کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ رفیق جعفر اپنی کتاب ”نفسیات کا ارتقاء“ میں میکڈوگل کے اس نظریے کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:-

”ہر فرد میں کچھ بامقصد کرداری رجحانات (prospensities) موجود ہیں جو کہ جبلت کہلاتے ہیں۔“ (۷)

جبلت کا مرکزی حصہ ہیجانی حصہ ہے۔ نشاط کی کیفیت کا تعلق بھی اسی ہیجانی حصے سے ہے میکڈوگل نے سات بنیادی جبلتیں اور ان سے وابستہ ہیجانوں کی ایک فہرست پیش کی ہے (۸)

اس فہرست میں خود ادعائی (Self Assertion) اپنی ذات کا بھرپور اظہار کرنا ہے کی جبلت کو ہیجانی کیفیت مسرت سے منسلک کیا ہے۔ میکڈوگل کے نظریہ جبلت کی روشنی میں نشاط کا مفہوم کچھ یوں متعین کیا جائے گا اپنی ذات کے بھرپور اظہار سے حاصل کردہ مسرت کا نام ”نشاط“ ہے۔ غالب کی شاعری میں خود ادعائی (Self Assertion) کی کیفیت سے حاصل کردہ نشاط کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:-

ان آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں جی خوش ہوا ہے راہ کو پر خار دیکھ کر
وا حسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ ہم کو حریص لذت آزار دیکھ کر
جراحت تجھ، الماس ارمغان، داغ جگر ہدیہ مبارک باد اسد، غمخوار جاں درد مند آیا
غنجہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا

ارسطو اور میکڈوگل کے نظریات کا مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ احساس مسرت کے حصول کے لیے مقصد کا ہونا ضروری ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حصول مسرت کے مقاصد کو مسلسل دبانے سے بھی بسا اوقات وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جسے نشاط کہا جاتا ہے۔ اس ضمن میں لذت پسندی کے رویے پر مبنی احساس مسرت جنم لیتا ہے۔ غالب کے ہاں لذت پسندی کا عالم یہ ہے کہ وہ انکار کی لذت سے بھی سرشار ہو جاتے

ہیں فرماتے ہیں۔

انکار میں وہ لذت، اقرار میں کہاں ہے؟ بڑھتا ہے شوق غالب تیرے نہیں نہیں میں
نفسیات کی دو اہم اصطلاحات ہیں، اصول لذت (Pleasure principle) اور تشویش
لذت (Pleasure Anxiety) لذت پسندی پر مبنی نشاطیہ کیفیت کو جنم دینے میں کارآمد کردار ادا کرتی
ہیں۔ اصول لذت سے مراد وہ اصول ہے جس کے تحت فرد حقیقت کے تقاضوں کو نظر انداز کرتا ہے اور اپنی فطری
خواہشات کی فوری تسکین کا خواہاں ہوتا ہے جب کہ تشویش لذت جرمن نفسیات دان رانچ (Reich) کے
نزدیک وہ لذت یا خوشی ہے۔ جس کے ساتھ فرد میں تشویش یا احساس جرم پیدا ہوتا ہے (۹)

فرانڈ کے نزدیک تو اڈ اصول لذت کے تحت کام کرتا ہے۔ بچے سے جب کوئی ایسا فعل سرزد ہوتا ہے جس
سے اسے لذت یا خوشی حاصل ہوتی ہے تو والدین اسے منع کرتے ہیں یوں یہ عمل دبا دیا جاتا ہے جب کہ رانچ
(Reich) کے نزدیک جبلی خواہشات کو دبانے کا رد عمل ازیت پسندی (Moschism) کو جنم دیتا ہے۔ ایسا
شخص تکلیف سے خوشی پاتا ہے۔ اردو شاعری میں اس کی بڑی مثال مرزا غالب کی شاعری میں موجود ازیت پسندی کا
تصور ہے۔ ان کے ہاں حسرت لذت آزار کا تصور نشاط کے اسی پہلو کا شاخسانہ ہے۔ فرماتے ہیں:-

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا زخم کے بھرنے تک ناخن نہ بڑھ جائیں گے
ناگہاں اس رنگ سے خوبابہ ٹپکانے لگا دل کہ ذوق کاوش ناخن سے لذت یاب تھا
ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں
وعدہ سیر گلستاں ہے، خوشا طالع شوق مژدہ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں
رانچ کے ایک نظریے سے بھی نشاط کے مفہوم کو نفسیاتی نقطہ نظر سے مزید سمجھا جاسکتا ہے۔ رفیق جعفر رانچ
کے اس نظریے کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ رانچ کے نزدیک:-

”فرد کا جسم اور ذہن ایک دوسرے سے الگ نہیں اس لیے جن لوگوں کی خواہشات کو
دبا دیا جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مختلف اعضا کی حرکات و سکنات سے بھی
خواہشات کا اظہار ممکن بنا کر تسکین حاصل کی جاتی ہے۔“ (۱۰)

اس کا واضح ثبوت رقص کے فن سے حاصل ہونے والی تسکین ہے۔ فن رقص سے ایک رقص نہ صرف
رقص دیکھنے والوں کو لطف اندوز کر رہا ہوتا ہے بلکہ خود بھی مختلف اعضا کی حرکات و سکنات سے خوشی حاصل کرتا ہے۔
مختلف اعضا کی حرکات و سکنات سے بھی خواہشات کے اظہار کو ممکن بنانے سے جو تسکین ملتی ہے۔ اسے

مرزا غالب کے اشعار کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے۔

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے
اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن میں پانو پھول گئے
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پانو کہا جو اس نے ذرا میرے پانو داب تو دے
ساغر و مینا کی لمبیاتی لذت کا حصول آنکھوں میں دم ہونے سے ہی ممکن بنا لینا۔ مرنے کے بعد ذوق
دشت نوردی کی لذت کے حصول کے لیے پاؤں کا ہلنا اور محبوب کے پاؤں دبانے کے خیال سے ہاتھ ہاؤں کے
پھول جانا نشاط کے اس مفہوم کو واضح کرتا ہے جس کے مطابق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ذہن و جسم سے متلوف کیفیت جس
میں انبساط و مسرت کا پہلو کا فرما ہو ”نشاط“ کے زمرے میں آتی ہے۔

نشاط کو جب ہم کیفیت ذہنی قرار دیتے ہیں تو اس کیفیت ذہنی کا تعلق اس خصوصیت سے وابستہ ہو جاتا ہے
جسے وجدان کہا جاتا ہے۔

”وجدان میں تمام تاثرات اور تمام عملی اختیار یعنی تمام غیر شعوری تصاویر خیالی تمام
آرزوئیں، تمام احساسات، تمام شعوری اور غیر شعوری تمنائیں جو حصول مقاصد کے
لیے دل میں سلگتی رہتی ہیں یا کلیتاً نظریاتی اظہار میں منتقل ہو جاتی ہیں؛ اس کا زمان و
مکان سے کوئی تعلق نہیں نہ حقیقت سے کوئی واسطہ، یہ محض تخیل کی صورت گری ہے اور
اس حیثیت سے بہ ذات خود حقیقت ہے۔“ (۱۱)

ژنگ کے مطابق وجدان ایک ایسی خصوصیت ہے جس کے ذریعے آنے والے واقعات کا غیر ارادی طور
پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آنے والے واقعات کا غیر ارادی طور پر لگایا جانے والا یہ انداز اگر خوش گوار تاثرات کے
ساتھ ذہن میں آئے تو نتیجتاً جو کیفیت انسان پر طاری ہوتی ہے وہ کیفیت نشاط کہلاتی ہے۔ مثلاً غالب کا یہ کہنا:-
نہیں نگار کو الفت نہ ہو نگار تو ہے روانی روش و مستی ادا کیسے
نہیں بہار کو الفت نہ ہو بہار تو ہے طراوت چمن و خوبی ہوا کیسے
درحقیقت وجدان کے ذریعے حاصل ہونے والے لطف سے یہ نشاط انگیز خیال غالب کے ذہن در آیا۔
یہ کیفیت ژنگ کے بیان کردہ اسی نظریے سے پیدا ہوئی ہے۔ جس میں ژنگ نے مختلف تفاعل کے ذریعے ہر شخص
کے اپنے ماحول کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی بات کی ہے۔

ژنگ نے چار تفاعل بتائے ہیں۔

۱۔ تحسس Sensation

Feeling	احساس	۲-
Intuition	وجدان	۳-
(۱۲) Thinking	تفکر	۴-

دنیا نے رُخ اور شعری میں اول الذکر تفاعل یعنی تحسس ہی کے زمرے میں آتا ہے۔

ٹنگ کی طرح ابن سینا نے بھی حواس کے ذریعے ادراک کی بات کی ہے ابن سینا کا نظریہ بیرونی اور اندرونی ادراک میں فرق کیفیت نشاط کے پس منظر میں بطور محرک حواس کے کردار کو قابل تفہیم بنانے میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ابن سینا بیرونی ادراک سے مراد حواسِ خمسہ کے ذریعے ادراک لیتا ہے۔ (۱۳)

رفیق جعفر اپنی کتاب ”نفسیات کا ارتقاء“ میں ابن سینا کی منقسم کردہ حواس کی پانچ قسموں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی فہرست کچھ یوں پیش کرتے ہیں۔

- ۱- حس مشترک، وہ حس جو سارے حواس کی بنیاد ہے اور حواس کو مدغم کرتی ہے۔
- ۲- تخیل جو ادراک کی تصویروں کو ذہن میں محفوظ رکھتا ہے۔
- ۳- متخیلہ جو ان ادراک کی تصویروں پر اثر انداز ہوتا ہے۔
- ۴- وہم جو مادی چیزوں کی غیر مادی خصوصیات پر رکھتا ہے۔
- ۵- حافظہ جو خیالات میں یادداشت میں رکھتا ہے۔

اسی اندرونی اور بیرونی ادراک کی عمل سے وجود میں آنے والی کیفیت کو بھی ”نشاط“ قرار دیں گے۔ غالب کے ہاں نشاط کے اس نفسیاتی مفہوم سے متعلق اشعار میں اندرونی اور بیرونی ادراک کی عمل سے وجود میں آنے والی اس کیفیت کو بہ خوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:-

ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں
 نشہ رنگ سے ہے واشد گل مست کب بند قبا باندھتے ہیں
 مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ دیکھ کے مری بے خودی چلنے لگی ہوا کہ یوں
 درج بالا اشعار اس امر کی دلیل ہیں کہ غالب حواس کو حس مشترک کی مدد سے مدغم کرتے ہیں اور پھر تخیل میں ادراک کی تصاویر کو محفوظ کر کے اپنی قوت متخیلہ کی بدولت دیکھی اور ان دیکھی چیزوں کو پر رکھتے ہیں اور اپنے حافظے میں انہی خیالات کو یادداشت کے طور پر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں سرور حاصل ہوتا ہے۔ کیف و سرور پر مبنی اس پر مسرت کیفیت کا دوسرا نام نشاط ہے۔ جس نے غالب کو حالت آشفنگی میں بھی ہمیشہ شگفتگی عطا کی ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ شریف، ایم ایم، ”جمالیات کے تین نظریے“، مجلس ترقی ادب، لاہور، پہلا ایڈیشن، ۱۹۶۳ء، ص ۳۶، ۴۵، ۷۶
- ۲۔ رفیق جعفر، ”نفسیات کا ارتقاء“، (جلد اول)، اظہار سنز، لاہور، اپریل ۱۹۸۲ء، ص ۲۵، ۱۲۵، ۲۰۲، ۲۰۶، ۳۸
- ۳۔ ایضاً، ص ۷، ۹، ۱۰، ۱۴
- ۴۔ مضمون، ”غالب کی عظمت“، از، آل احمد سرور، مشمولہ، ماہنامہ فروغ اردو، شمارہ-۷، ۸، دسمبر نومبر ۱۹۶۸ء، کراچی، ص ۹۱
- ۵۔ عاصم صحرائی، پروفیسر، ”Exploring Psychology“، ولیم-آئی، شہر یار پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۰۹، ۳۱۰
- ۶۔ ایضاً
- ۷۔ رفیق جعفر، ”نفسیات کا ارتقاء“، (جلد اول)، اظہار سنز، لاہور، اپریل ۱۹۸۲ء
- ۸۔ ولیم بی بی، ”Contemporary theories and systems in psychology“، Harper and Row، نیویارک، ۱۹۶۰ء، ص ۱۸۲
- ۹۔ رفیق جعفر، ”نفسیات کا ارتقاء“،
- ۱۰۔ ایضاً ۱۱۔ ایضاً
- ۱۲۔ Fordham F., "An introduction to Jung's Psychology Harmonds Worth Middle Sex", Penguin, 1970, P.35
- ۱۳۔ Rehman F. Ibn Sina In M.M. Sharif (Ed) "A History of Muslim Philosophy", Vol-I, OIIO Harrassowitz: Wise Baden W. Germany, 1963, P.493